Pathway to Ilm

ماہانہ آرٹیکل

جمادی الأولی 1448 / اکتوبر2026 | شمارہ: 29

اسلام میں کتے پالنے کا حکم کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس کی تعلیمات صرف نماز، روزے اور دیگر عبادات تک محدود نہیں، بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ہمیں ان امور سے آگاہ فرمایا ہے جو ہمارے دین، دنیا اور آخرت کے لیے مفید ہیں، اور ان چیزوں سے بھی خبردار کیا ہے جو دینی یا دنیوی نقصان کا سبب بن سکتی ہیں۔

اسلام میں بعض امور ایسے ہیں جو اصولی طور پر ممنوع ہیں، لیکن کسی حقیقی ضرورت یا شرعاً معتبر مصلحت کی بنا پر مخصوص حالات میں ان کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ کتوں کو پالنے کا معاملہ بھی انہی میں سے ایک ہے۔

آج بہت سے معاشروں میں کتوں کو گھروں میں پالتو جانور کے طور پر رکھنا عام ہو چکا ہے۔ انہیں خاندان کے ایک فرد کی طرح سمجھا جاتا ہے، گھروں کے اندر رکھا جاتا ہے، فرنیچر اور بستروں پر بیٹھنے دیا جاتا ہے اور عموماً محض دل بہلانے اور انسیت حاصل کرنے کے لیے پالا جاتا ہے۔ اس صورتِ حال میں بعض مسلمانوں کے لیے کتوں کے متعلق اسلامی حکم کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کتے کو پالنے میں بھی کوئی حرج نہیں، بالکل اسی طرح جیسے دوسرے گھریلو جانوروں کو پالا جاتا ہے۔ اس کے برعکس بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام مسلمانوں کو کتوں سے نفرت کرنے یا ان کے ساتھ سختی اور بدسلوکی کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ دونوں تصورات درست نہیں ہیں۔

شریعت نے کتوں کے بارے میں تفصیلی رہنمائی دی ہے، جس میں ان کے جسم کی طہارت، ان کے لعاب کا حکم، انہیں کن حالات میں پالنے کی اجازت ہے، کن صورتوں میں انہیں پالنا ممنوع ہے اور ان کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کرنا چاہیے، جیسے اہم مسائل شامل ہیں۔

اسلام کے ابتدائی دور میں کتوں کا حکم

اسلام کے ابتدائی دور میں رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔''

تاہم، یہ عمومی حکم ہمیشہ کے لیے برقرار نہیں رہا، بلکہ بعد میں اس سے منع فرما دیا گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ قَتْلِهَا

''پھر نبی کریم ﷺ نے کتوں کو مارنے سے منع فرما دیا۔'' (صحیح مسلم: 1572)

اس طرح ابتدا میں دیا جانے والا عمومی حکم بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ علماء نے اس ابتدائی حکم اور بعد میں اس کی منسوخی کی حکمت پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ ہمارے لیے اہم بات یہ ہے کہ اسلام کسی کو محض اس وجہ سے کتوں کو مار ڈالنے کی عام اجازت نہیں دیتا کہ وہ کتے ہیں۔

یہ بات اس لیے بھی اہم ہے کہ کتوں کو پالنے سے متعلق اسلامی پابندیوں کو ان کے ساتھ ظلم، بدسلوکی یا بلاوجہ انہیں ہلاک کرنے کی ترغیب نہیں سمجھنا چاہیے۔ کتے بھی اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی مخلوق ہیں اور دوسرے جانوروں کی طرح ان کے ساتھ بھی عدل اور رحم کا معاملہ کرنا ضروری ہے۔

کیا کتا نجس ہے؟

کتوں کو پالتو جانور کے طور پر رکھنے کے حکم پر گفتگو کرنے سے پہلے ایک ایسے مسئلے کو سمجھنا ضروری ہے جس کے بارے میں اکثر لوگوں کو الجھن رہتی ہے، اور وہ ہے کتے کی ذاتی طہارت یا نجاست کا مسئلہ۔

عام طور پر یہ بات کہی جاتی ہے کہ اگر کتا کسی شخص کو چھو لے تو وہ شخص خود بخود ناپاک ہو جاتا ہے۔ اسلامی حکم کی یہ درست تعبیر نہیں ہے۔

کتے کی ذاتی طہارت کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

بعض ائمہ کے نزدیک کتا نجس العین ہے، یعنی اس کی ذات ہی ناپاک ہے، جبکہ دوسرے ائمہ کتے کی ذات کو بذاتِ خود نجس قرار نہیں دیتے، البتہ اس کے گوشت، لعاب اور اس کے بچے ہوئے پانی کو ناپاک قرار دیتے ہیں۔

لہٰذا اگر کتے کے جسم پر کوئی خارجی نجاست نہ ہو اور وہ کسی شخص کے جسم سے چھو جائے تو محض اس چھونے کی وجہ سے اس شخص کا جسم ناپاک نہیں ہو جاتا۔

جہاں تک کتے کا گوشت کھانے کا تعلق ہے، تو چاروں ائمہ اس کے حرام ہونے پر متفق ہیں۔

اس لیے یہ کہنا کہ ''اگر کتا آپ کو چھو لے تو آپ ناپاک ہو جاتے ہیں'' ایک غیر واضح اور غیر محتاط بات ہے۔ درست حکم کا انحصار چھونے کی نوعیت اور اس فقہی مذہب پر ہے جس کی پیروی کی جا رہی ہو۔

کتے کے لعاب کا حکم

کتے کے لعاب کی شرعی حیثیت اور اس برتن کو پاک کرنے کے طریقے کے بارے میں جس میں کتے نے منہ ڈالا ہو، چاروں فقہی مذاہب کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کتے کا لعاب ناپاک ہے، لہٰذا جس چیز پر اس کا لعاب لگ جائے، اسے دھونا ضروری ہے۔ فقہ حنفی کے مطابق تین مرتبہ دھونا کافی ہے، جبکہ سات مرتبہ دھونے کو واجب نہیں بلکہ مستحب قرار دیا گیا ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک جس برتن میں کتے نے منہ ڈالا ہو، اسے سات مرتبہ دھونا ضروری ہے۔ شافعی مذہب میں ان مرتبہ دھونے میں مٹی کا استعمال بھی مقرر ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک بھی ایسے برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے، جبکہ ان سے ایک دوسری روایت میں آٹھ مرتبہ دھونے کا ذکر ملتا ہے۔ حنبلی مذہب میں بھی مٹی کے استعمال کی ہدایت دی گئی ہے۔

امام مالک بن انسؒ کے نزدیک کتے کے بچے ہوئے پانی کو پاک سمجھا جاتا ہے۔ اس کے باوجود وہ اس نبوی ہدایت کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایسے برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے۔ مالکی علماء نے اس دھلائی کی حکمت کی وضاحت میں مختلف آراء بیان کی ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک کتے کا لعاب بذاتِ خود ناپاک نہیں ہے۔

کیا مسلمان کے لیے محض گھریلو شوق کے طور پر کتا پالنا جائز ہے؟

رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں کسی شرعی ضرورت کے بغیر کتے پالنے کی واضح ممانعت اور اس سے سخت ممانعت آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر یا کتا ہو۔'' (صحیح البخاری: 3322)

علماء کی وضاحت کے مطابق یہاں فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں۔ یہ ایک مسلمان کے لیے نہایت اہم تنبیہ ہے۔ اسے غور کرنا چاہیے کہ کیا محض تفریح یا انسیت کی خاطر کسی جانور کو پالنا اس بات کے قابل ہے کہ اس کے گھر میں رحمت کے فرشتوں کی آمد سے محرومی ہو؟

بلا ضرورت کتا پالنے کے بارے میں ایک اور سخت وعید بھی وارد ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ، نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطَانِ

''جو شخص ایسا کتا پالے جو مویشیوں کی حفاظت کرنے والا یا شکار کے لیے تربیت یافتہ نہ ہو، اس کے اعمال کے اجر میں ہر روز دو قیراط کمی کر دی جاتی ہے۔'' (صحیح البخاری: 5480)

بعض صحیح روایات میں ایک قیراط اور بعض میں دو قیراط اجر کی کمی کا ذکر آیا ہے۔ علماء نے ان روایات کے درمیان فرق کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔

تاہم، بنیادی پیغام بالکل واضح ہے: کسی شرعی ضرورت کے بغیر کتا پالنا اجر و ثواب میں مسلسل کمی کا سبب بنتا ہے۔

لہٰذا محض اس وجہ سے کتا پالنا کہ وہ دیکھنے میں پیارا لگتا ہے، اس کی رفاقت اچھی محسوس ہوتی ہے، کسی مقبول معاشرتی رجحان کی پیروی مقصود ہوتی ہے یا اسے صرف گھریلو پالتو جانور کے طور پر رکھنا مطلوب ہوتا ہے، فقہاء کی معروف تعلیمات کے مطابق جائز نہیں ہے۔

اگر کتا گھر سے باہر رکھا جائے تو؟

بعض لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اگر کتے کو گھر کے اندر نہ رکھا جائے بلکہ صحن، یا کسی کینل وغیرہ میں رکھا جائے تو اسے بطورِ پالتو جانور رکھنا جائز ہو جاتا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ ممانعت کا تعلق صرف اس بات سے نہیں کہ کتا گھر کے اندر ہے یا باہر، بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اسے کسی معتبر شرعی ضرورت کے بغیر رکھا جا رہا ہے۔

چاروں فقہی مذاہب میں کتے کو پالتو جانور کے طور پر رکھنے کا حکم

چاروں معروف فقہی مذاہب میں جائز ضرورت کے بغیر کتے پالنے پر پابندی عائد کی گئی ہے، اگرچہ اس حکم کی تعبیر اور وضاحت میں ان کے ہاں کچھ فرق پایا جاتا ہے۔

حنفی مذہب

فتاویٰ شامی میں مذکور ہے:

لَا يَنْبَغِي اتِّخَاذُ كَلْبٍ إِلَّا لِخَوْفِ لِصٍّ أَوْ غَيْرِهِ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَمِثْلُهُ سَائِرُ السِّبَاعِ عَيْنِيٌّ وَجَازَ اقْتِنَاؤُهُ لِصَيْدٍ وَحِرَاسَةِ مَاشِيَةٍ وَزَرْعٍ إِجْمَاعًا

''چور یا کسی اور خطرے کا اندیشہ ہو تو اس سے بچاؤ کے لیے کتا رکھنے میں کوئی حرج نہیں، ورنہ کتا رکھنا مناسب نہیں۔ یہی حکم دوسرے درندوں کا بھی ہے۔ اسی طرح شکار کرنے، مویشیوں کی حفاظت کرنے اور کھیتی کی نگہبانی کے لیے کتا رکھنا بالاتفاق جائز ہے۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہائے احناف کے نزدیک محض شوق یا دل بہلانے اور رفاقت کے لیے کتا رکھنا مکروہِ تحریمی ہے، یعنی کسی معتبر شرعی ضرورت کے بغیر ایسا کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔

شافعی مذہب

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَمَذْهَبُنَا أَنَّهُ يَحْرُمُ اقْتِنَاءُ الْكَلْبِ بِغَيْرِ حَاجَةٍ وَيَجُوزُ اقْتِنَاؤُهُ لِلصَّيْدِ وَلِلزَّرْعِ وَلِلْمَاشِيَةِ

''ہمارے مذہب کا موقف یہ ہے کہ ضرورت کے بغیر کتا رکھنا حرام ہے، البتہ شکار کرنے، کھیتی کی حفاظت اور مویشیوں کی نگہبانی کے لیے کتا رکھنا جائز ہے۔'' (شرح صحیح مسلم)

مالکی مذہب

فقہائے مالکیہ نے بھی ایسی صورت میں کتا رکھنے کو ناپسند کیا ہے جس میں اس کا کوئی معتبر فائدہ یا حقیقی ضرورت موجود نہ ہو۔

ابن عبد البر رحمہ اللہ وضاحت کرتے ہیں کہ بلا ضرورت کتا رکھنے سے لوگوں کو خوف و ہراس لاحق ہوسکتا ہے اور جس جگہ کتا رکھا جائے، وہاں رحمت کے فرشتوں کی آمد میں رکاوٹ پیدا ہوسکتی ہے۔ (التمہید)

حنبلی مذہب

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَا يَجُوزُ اقْتِنَاءُ الْكَلْبِ إِلَّا كَلْبَ الصَّيْدِ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ حَرْثٍ

''شکار کے لیے، مویشیوں کی حفاظت کے لیے یا کھیتی کی نگہبانی کے لیے کتا رکھنے کے علاوہ کسی اور مقصد سے کتا رکھنا جائز نہیں۔'' (المغنی)

چنانچہ چاروں فقہی مذاہب کا بنیادی اصول واضح ہے کہ محض تفریح یا گھر میں شوقیہ پالتو جانور کے طور پر کتا رکھنا جائز نہیں۔

کن صورتوں میں کتا رکھنا جائز ہے؟

اگرچہ شریعت نے بعض حالات میں کتا رکھنے کی اجازت دی ہے، لیکن مسلمانوں کو ان استثنائی صورتوں کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ ہی ان کا سہارا لے کر محض شوقیہ کتا پالنے کو جائز قرار دینا چاہیے۔ کتا رکھنے کی عمومی ممانعت اور اس سے اجتناب کی تاکید اپنی جگہ برقرار ہے، جبکہ اجازت صرف جائز اور حقیقی ضرورتوں کے لیے دی گئی ہے، جیسا کہ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

قرآن و سنت میں بھی ان حالات کی وضاحت موجود ہے جن میں حقیقی ضرورت یا فائدے کے پیش نظر کتا رکھا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ

''اور جن شکار کرنے والے جانوروں کو تم نے سدھا رکھا ہو، اور انہیں اس طریقے سے شکار کرنا سکھایا ہو جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے۔''

(سورۃ المائدہ، 5:4)

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سدھائے ہوئے شکاری جانوروں، جن میں کتے بھی شامل ہیں، سے شکار کرنا جائز ہے۔

وہ معروف مقاصد جن کے لیے کتا رکھا جاسکتا ہے، درج ذیل ہیں:

1۔ شکار کرنا

شکار کے لیے سدھایا ہوا کتا رکھا اور استعمال کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ قرآن و سنت میں بیان کردہ شرائط کی پابندی کی جائے۔

2۔ مویشیوں کی حفاظت

بھیڑ بکریوں، گائے بیلوں اور دیگر مویشیوں کو درندوں، چوری یا دوسرے خطرات سے محفوظ رکھنے کے لیے کتا رکھا جاسکتا ہے۔

3۔ کھیتی باڑی اور زرعی زمین کی حفاظت

ایک دوسری روایت میں ہے:

مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

''جو شخص کتا رکھے، اس کے اعمال کے اجر میں ہر روز ایک قیراط کی کمی کردی جاتی ہے، سوائے اس کتے کے جو کھیتی یا مویشیوں کی حفاظت کے لیے رکھا گیا ہو'' (صحیح مسلم، 1575c)

لہٰذا زرعی زمینوں، کھیتوں اور باغات کی حفاظت کے لیے کتا رکھنا جائز ہے۔

4۔ حفاظت اور نگرانی

فقہاء نے حقیقی ضرورت کے پیش نظر گھروں، املاک اور لوگوں کی حفاظت کے لیے بھی کتا رکھنے کی اجازت دی ہے۔

اس کی فقہی بنیاد یہ ہے کہ شریعت نے مخصوص حالات میں حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دی ہے؛ لہٰذا اسی نوعیت کی دوسری حقیقی اور معتبر حفاظتی ضروریات بھی اس اجازت میں شامل ہوسکتی ہیں۔ (الفقہ المیسر، 7/31)

5۔ دیگر حقیقی ضروریات

موجودہ دور کے حالات میں علماء نے نابینا افراد کی رہنمائی کے لیے استعمال ہونے والے کتوں، پولیس کے کتوں، ممنوعہ یا مشتبہ اشیاء کا سراغ لگانے والے کتوں، امدادی کارروائیوں میں کام آنے والے کتوں اور اسی نوعیت کے دیگر معاملات پر بھی گفتگو کی ہے۔

جہاں کوئی حقیقی اور شرعاً معتبر ضرورت موجود ہو، وہاں ان صورتوں کو محض شوقیہ کتا پالنے کے برابر نہیں سمجھا جاتا۔

اس لیے بنیادی فرق ضرورت اور خواہش کے درمیان ہے۔ کسی جائز مقصد کے لیے رکھا جانے والا کتا اس کتے سے بالکل مختلف ہے جسے محض رفاقت، دل بہلانے یا فیشن کے طور پر رکھا جائے۔

آج کے دور میں حفاظتی انتظامات کے جدید ذرائع، مثلاً کیمرے، الارم اور موبائل فون، اکثر اوقات محافظ کتے کی ضرورت کے بغیر بھی مناسب تحفظ فراہم کرسکتے ہیں۔ تاہم، جہاں حقیقی ضرورت موجود ہو، مثلاً کسی فارم یا وسیع زرعی زمین پر مویشیوں کی حفاظت کرنا، وہاں کتا رکھنا بدستور جائز ہے۔ ایسی صورت میں کتے کو گھر سے باہر رکھا جائے، اس کی مناسب دیکھ بھال کی جائے اور اسے گھر کے پالتو جانور کی حیثیت نہ دی جائے۔ جہاں کتا رکھے بغیر معقول طور پر ضرورت پوری کی جاسکتی ہو، وہاں اس سے اجتناب کرنا زیادہ محتاط اور بہتر طرزِ عمل ہے۔

کتوں کی افزائش

یہی اصول کتوں کی افزائش پر بھی منطبق ہوتا ہے۔ شکار، حفاظت یا کسی دوسری معتبر اور جائز ضرورت کے لیے کتوں کی افزائش کرنا، محض پالتو جانوروں کی مارکیٹ کے لیے کتوں کی افزائش کرنے سے مختلف ہے۔ لہٰذا مسلمان کو محض کاروباری مقصد سے کتوں کی افزائش کرکے انہیں بطورِ گھریلو پالتو جانور فروخت کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

اسلام کتے کے ساتھ ظلم و زیادتی کی تعلیم نہیں دیتا

محض پالتو جانور کے طور پر کتا رکھنے کی ممانعت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان کتوں سے نفرت کریں، ان کے ساتھ برا سلوک کریں یا انہیں نقصان پہنچائیں۔

اس کے برعکس، جانوروں پر رحم کرنے کے حوالے سے احادیثِ مبارکہ میں جو نہایت مؤثر واقعات بیان ہوئے ہیں، ان میں سے بعض خاص طور پر کتوں سے متعلق ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا واقعہ بیان فرمایا جس نے ایک کتے کو دیکھا کہ وہ شدید پیاس کی وجہ سے ہانپ رہا تھا اور نمی والی مٹی چاٹ رہا تھا۔ وہ شخص ایک کنویں میں اترا، اپنے جوتے میں پانی بھرا اور کتے کو پلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو پسند فرمایا اور اس کی مغفرت فرما دی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''کیا جانوروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے پر بھی ہمیں اجر ملے گا؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ

''ہر جاندار کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے میں اجر ہے۔'' (صحیح البخاری، 2363)

یہ حدیث اسلام کے معتدل اور خوب صورت طرزِ تعلیم کو نہایت عمدگی سے واضح کرتی ہے۔

ایک مسلمان محض گھر میں پالتو جانور کے طور پر کتا نہ رکھے، لیکن یہی مسلمان کسی بھوکے کتے کو کھانا کھلا کر، پیاسے کتے کو پانی پلا کر، زخمی جانور کو بچا کر یا اسے ظلم و زیادتی سے محفوظ رکھ کر بہت بڑے اجر کا مستحق بن سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شریعت کی اطاعت انسان کے دل میں رحم دلی پیدا کرتی ہے، اسے کم نہیں کرتی۔

اگر کسی کے پاس پہلے سے کتا موجود ہو تو کیا کرے؟

اگر کسی مسلمان نے محض شوقیہ پالتو جانور کے طور پر کتا رکھا ہوا ہے تو اسے چاہیے کہ پہلے اس بارے میں اسلامی حکم معلوم کرے، پھر ذمہ داری اور شفقت کے ساتھ اپنی صورتِ حال کی اصلاح کرے۔ جانور کو ہرگز بے سہارا چھوڑنا، اس کی دیکھ بھال سے غفلت برتنا یا اسے نقصان پہنچانا درست نہیں۔

اگر کتا رکھنے کی کوئی حقیقی ضرورت نہ ہو تو اس کے لیے مناسب نیا ٹھکانہ تلاش کیا جاسکتا ہے، جہاں اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جائے۔

اگر اسے رکھنے کی کوئی جائز وجہ موجود ہو، مثلاً حفاظت، نگرانی یا کوئی دوسری معتبر ضرورت، تو جہاں معقول طور پر ممکن ہو، اسے گھر کے مرکزی رہائشی حصوں سے الگ رکھا جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ کتے کے مالک کی ذمہ داری برقرار رہتی ہے کہ وہ اسے خوراک، پانی اور پناہ فراہم کرے اور اس کے ساتھ انسانیت و شفقت پر مبنی سلوک کرے۔

طہارت اور نجاست سے متعلق احکام کی پابندی بھی اس فقہی مذہب کے مطابق کی جائے جس کی پیروی کی جاتی ہو۔

خلاصہ: اسلام کا معتدل طرزِ عمل

کتوں کے بارے میں اسلامی حکم نہ نفرت پر مبنی ہے اور نہ ہی کسی ثقافتی تعصب پر۔ اس کی بنیاد اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول محمد ﷺ کی ہدایات پر ہے۔

شریعت پالتو جانور کے طور پر کتا رکھنے کی حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ کتا صرف انہی جائز ضروریات اور مقاصد کے لیے رکھا جاسکتا ہے جنہیں شریعت نے تسلیم کیا ہے، جیسا کہ اس مضمون میں بیان کیا گیا ہے۔ ان استثنائی صورتوں کو محض گھر میں پالتو کتا رکھنے کے جواز کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کسی شخص کو یقین نہ ہو کہ اس کے حالات میں کتا رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں، تو اسے کسی معتبر عالمِ دین سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔

اسی کے ساتھ یہ بات بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ محض گھر میں رفاقت کے لیے کتا رکھنا رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ایک مومن کو احادیثِ صحیحہ میں بیان کردہ اس وعید کو سنجیدگی سے لینا چاہیے کہ کتا رکھنے کی وجہ سے رحمت کے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے اور روزانہ اجر میں کمی ہوتی ہے۔

ایک مسلمان کے لیے سوال محض یہ نہیں ہونا چاہیے کہ: ''جب ہر دوسرا شخص شوق سے کتا پال رہا ہے تو میں کیوں نہیں رکھ سکتا؟'' بلکہ ایک مومن کو یہ سوچنا چاہیے: ''اللہ تعالیٰ مجھ سے کیا چاہتا ہے، اور کون سا عمل میرے گھر اور میری زندگی میں زیادہ برکت کا سبب بنے گا؟'' ہمارے گھر ایسی جگہیں ہونے چاہییں جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو، قرآنِ کریم کی تلاوت کی جائے، نماز قائم کی جائے اور رحمت کے فرشتوں کا خیر مقدم ہو۔

ایک مسلمان جب رسول اللہ ﷺ کی ہدایت سے یہ سمجھتا ہے کہ کسی چیز کو چھوڑ دینا اس کے دین کے لیے بہتر ہے تو وہ اپنی ذاتی خواہش کے باوجود اسے خوش دلی سے ترک کردیتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک مومن اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات کے ساتھ رحم دلی کا معاملہ کرتا ہے۔

یہ وہی اسلام ہے جو محض دل بہلانے کے لیے کتا رکھنے سے منع کرتا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ تعلیم بھی دیتا ہے کہ کسی پیاسے کتے کو پانی پلانا اللہ تعالیٰ کی مغفرت حاصل ہونے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

یہی اسلام کا حسین توازن ہے: ظلم کے بغیر اطاعت، نفرت کے بغیر پاکیزگی، اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے رحم دلی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، حکمت اور اعتدال کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے، اور اپنی تمام مخلوقات کے ساتھ رحم و شفقت کا وصف نصیب فرمائے۔ آمین۔

مراجع: صحیح البخاری، صحیح مسلم، بدائع الصنائع (امام علاء الدین کاسانی رحمہ اللہ)، الفتاویٰ الہندیہ، شرح صحیح مسلم (امام یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ)، التمہید (امام یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر رحمہ اللہ)، المغنی (امام عبداللہ بن احمد بن قدامہ رحمہ اللہ)، الفقہ المیسر (شیخ شفیق الرحمٰن ندوی)، العرف الشذی (محمد انور شاہ کشمیری)۔

تحریر: مفتی عمر اظہر سید

تدوین و ترتیب: ڈاکٹر شبیر احمد، مفتي عبد الوهاب حسن